سلسلہ اشاعت نمبر 11

برکاتِ زلفِ عنبرین

مفسر اعظم پاکستان، سند المحدثین، امام الوقت، فقیہ العصر، رئیس التحریر

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حافظ نعمان احمد اُویسی　محمد سمیر اُویسی

﴿ناشر﴾

بزمِ فیضانِ اُویسیہ (باب المدینہ) کراچی

M-125 اُویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی

فون: 0322-8621281-82-83-84-85

DESINGED BY: RAZACOMPOSING
2465290, 03009293724

برکاتِ زُلف عنبریں

فیضِ ملّت، اُستاذ العرب والعجم، شمس المصنفین، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضور ﷺ کے گیسوئے مبارک کی مفصل بحث فقیر کی تصنیف ''گیسوئے رسول ﷺ'' کا مطالعہ کریں مختصراً رسالہ برکات زلف عنبریں پڑھیئے۔

گیسوئے رسول ﷺ

حضور سیدالمرسلین ﷺ کے سراقدس کے مبارک بال نہ تو بہت گھونگریالے تھے اور نہ ہی بہت سیدھے بلکہ دونوں کے درمیان تھے۔ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانہ مبارک کے نزدیک تک، ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ ان کومختلف اوقات واحوال پر محمول کیا جائے یعنی جب آپ بال مبارک کٹوادیتے تو کانوں تک رہ جاتے پھر بڑھکر نصف گوش یا زمۂ گوش، یا کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔آپ ان بالوں کے دوحصے فرماتے اور مانگ نکالا کرتے۔کچھ بال رکھنے اور کچھ کاٹنے کوسخت منع فرماتے۔(جیسے آج کل انگریزی فیشن

کعبۂ جان کو پہنایا ہے غلاف مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

دنیا ومافیہا سے محبوب تر

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قلت عبیدۃ عندنا من شعر النبی ﷺ اصبنامن قبل انس اومن قبل اھل انس فقال لا تکون عندی شعرۃ منہ احبّ الیّ من الدنیا و مافیھا۔ (بخاری شریف کتاب الوضو)

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جوہمیں حضرت انس یا اہل انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں۔یہ سنکر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیاومافیہا سے محبوب تر

ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقه وطاف به اصحابه نما تریدون ان تقع شعرة الافی ید رجل۔

(مسلم شریف کتاب فضائل)

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے اور وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

گیسوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی عقیدت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے منٰی میں تشریف لائے اور حمرۃ العقبہ میں کنکریاں پھینکیں پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابوطلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے اور بعد اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوا کر ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائے اور فرمایا کہ تمام لوگوں میں تقسیم کر دو۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

فائدہ

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کو اس ارادہ سے حاصل کرتے تھے کہ بعد کو بطور اپنے پاس رکھیں گے اور ان سے برکت حاصل کریں گے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال مبارک ان میں تقسیم کروائے تا کہ ان بالوں سے وہ برکت و رحمت حاصل کریں کیا یہاں یہ کہا جا سکتا ہے چونکہ وہ غیر اللہ یعنی بالوں سے نفع و برکت اور شفاء کی اُمید رکھتے تھے لہٰذا شرک کرتے تھے (معاذ اللہ)

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہو تیرے پیارے کے پیارے گیسو

وصیت حضرت انس رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے

حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیے گئے اور وہ اسی حالت میں مدفون ہوئے۔

(الاصابہ فی حالات انس ﷛)

ازالۂ وہم

بعض لوگ سرے سے موئے مبارک کے وجود کے قائل ہی نہیں۔ اگر تسلیم ہے تو پھر انہیں تبرک بنانے سے انکار ہے۔ تفصیلی بحث تو فقیر نے ''مجمع البرکات فی التبرکات'' اور گیسوئے رسول ﷺ میں لکھ دی ہے۔ ایک صحابی بلکہ موذن رسول ﷺ کا حال ملاحظہ ہو۔

سیدنا ابو محذورہ ﷛ کی عقیدت

روی عن صفیة بنت نجدة قالت کان لا بی محذورة قصة فی مقدم راسه اذا قعدوا رسلهااصابت الارض فقیدله لا تحلقها فقال لم اکن بالذی یحلقها و قد مسها رسول الله ﷺ بیده۔

(شفا شریف)

صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو محذورہ ﷛ کے سر مبارک کے اگلے حصہ پر ایک بالوں کا گچھا تھا جب بیٹھتے تو باقی بال اتنے لمبے تھے کہ زمین کو مس کرتے۔ انہیں عرض کی گئی کہ آپ بال کٹواتے کیوں نہیں۔ آپ ﷛ نے فرمایا میں ان بالوں کو کیسے کٹواؤں ان کو حضور ﷺ نے چھوا تھا۔

اس واقعہ کی شرح میں شراح الحدیث لکھتے ہیں

فاذا کا ن الشیٔی الممسوس بیده ﷺ معظما و مکر ما و مو قرا عند اصحابه ﷺ فما بالنا لا نعظم شعرا سه و لحیته ﷺ و قد مسهما رسول الله ﷺ بیده الشریفه مالا یعلمه الا الله سبحانه و نحن احوج فی تعظیمه و تحصیل فیضانه من الصحابة مع غنا هم بشرف الصحبه و المجالسة و المکالمة و المشاهدة جمال وجهه الکریم علیه افضل الصلوة و التسلیم

جب وہ شئے کہ جسے حضور ﷺ نے صرف ہاتھ مبارک لگایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے معظم یعنی قابلِ تعظیم بنا دیا تو پھر اس کی عظمت کیوں نہ ہو جو رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کا جزو ہے یعنی سر مبارک اور داڑھی اقدس کے بال جنہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک بار نہیں بار بار بیشمار بار اپنے دستِ انور سے نوازا۔ پھر ہم آپ کے تبرکات کی تعظیم کرنے کے لئے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ حقدار ہیں اس لئے کہ وہ حضرات شرف صحبت اور اکثر و بیشتر نشست و برخاست کی برکات سے مشرف اور باہم گفتگو اور چہرہ انور کے جمال با کمال کے دیدار سے

سرشار تھے اور ہم غریبوں کے لئے آپ کی یاد ہی سرمایہ حیات کافی ہے اور اسلاف صالحین میں بہت سے ایسے خوش قسمت حضرات بھی گزرے ہیں جو اپنی جائیداد کے بدلے میں موئے مبارک کو ترجیح دیتے۔

پھر یہ علیحدہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور گیسوئے عنبرین کے طفیل ایسے لوگوں میں دینوی اموال سے مالا مال بھی فرما دیتا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

گیسوئے رسول ﷺ کی برکت

حضرت ابوحفص عمر بن الحسین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رونق المجالس میں روایت کرتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا لیکن ترکہ میں حضور ﷺ کے تین بال مبارک بھی موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا تیسرے بال پر بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرلیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم حضور ﷺ کے موئے مبارک کو کاٹا نہیں جاسکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور سارا مال میرے حصے میں لگادے چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہوگیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لیے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا بار بار نکالتا اور ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا اور چھوٹا بھائی بہت مالدار ہوگیا جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے اسے خواب میں دیکھا اور حضور ﷺ کی بھی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس قبر کے پاس بیٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے پھر لوگ اس قبر کا قصد کرتے تھے۔ حتّٰی کہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ہر وہ سوار جو اس کی قبر کے پاس سے گزرتا تھا وہ احتراماً اپنی سواری سے اتر پڑتا تھا اور پیدل چلتا تھا۔ (القول البدیع ص ۱۱۶، ص ۹۷)

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کا کرتے ہیں اشارے گیسو

فائدہ

دیکھا آپ نے کہ چھوٹے بھائی کو عقیدت نے کہاں سے کہاں پہنچادیا اور بڑے بھائی کو حبِ مال کی نحوست سے کیا ملا۔ گویا اس سے یہ شعر فٹ آتا ہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور بال اقدس کے باادب خوش بخت انسان کو یہ مرتبہ نصیب ہوا کہ خود حضور ﷺ فرمائیں کہ جسے کوئی مشکل درپیش ہو تو اس عاشق زار کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ سے مشکل حل کرائے اللہ اکبر کیا شان ہے۔

انتباہ

یہ واقعہ ان کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے جو مزارات کی حاضری کو شرک اور وہاں حاجات طلبی کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اس پر ہمارا سوال ہے کہ کیا حضور ﷺ کی زیارت حق اور سچ ہے یا نہیں۔ پھر یہ بات کس منہ سے کہی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو امر فرمائیں وہ خلاف شرع ہو توبہ توبہ۔

تبرک و شفاء

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور ﷺ کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللہ و کانت مجلجل من فضۃ لہ نشرب منہ (بخاری و مشکوۃ شریفین)

جو چاندی کی نلکی میں رکھا ہوا تھا وہ اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر اس کو ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام بھی موئے مبارک تبرکاً اپنے پاس رکھتے اور عموماً لوگ اس کی برکت حاصل کرتے اور امراض سے شفا پاتے۔

عقیدہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔ دونوں کا کافی دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے سر پر آگئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی نسطور موقع پا کر آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر آگیا۔ اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ پکار پکار کر اپنے رفقاء سے کہہ رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ رضی اللہ عنہ کی قوم مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور آپ کو ٹوپی دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پیٹھ پر آ پہنچا اور آپ رضی اللہ عنہ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دو چار آنے کی ہوگی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے ناصیہ مبارک (پیشانی مبارک) کے بال ہیں جو

مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں اس لئے میں بیقراری سے اپنی اس ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے **الحمد للہ** یہ وہ عقیدہ ہے جو اہلِ سنت والجماعت کا ہے۔ (واقدی، شفاء شریف ص ۴۴)

فتح ونصرت

ایک مرتبہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں جبلہ بن ایلم کی قوم کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا اُس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سے سخت حملہ کردو۔ حملے کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت نازک ہوگئی یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر پر بھول آیا ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں اِدھر یہ حالت تھی اور اُدھر اُسی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو فوج کے افسر تھے ان کو خواب میں ملے اور فرمایا تم اس وقت سو رہے ہو اُٹھو اور خالد کی مدد کو پہنچو کفار نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اُٹھے اور لشکر کو حکم دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکر اسلام تیزی کے ساتھ چلے راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا۔ چند تیز رفتار سواروں کو میں نے حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا اے جواں مرد سوار ذرا ٹھہرو۔ یہ سنتے ہی وہ رُک گیا دیکھا تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے حال معلوم کیا کہا کہ اے امیر جب رات کو میں نے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو نہایت ہی بے تابی سے حکم فرمایا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دشمنوں نے گھیر رکھا ہے تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے۔ نہایت ہی افسوس ہوا اور اسی وقت میں چل پڑی کہ کسی طرح ان موئے مبارک کو ان تک پہنچا دوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی جاؤ خدا تمہیں برکت دے چنانچہ انہوں نے گھوڑے کو ایڑی لگادی اور آگے بڑھ گئیں۔ حضرت رافع بن عمر جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ ایک سوار ان کا پیچھا کئے ہوئے ہے اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر اُس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا اے جوان تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی (زوجہ) ہوں اُم تمیم، تمہاری ٹوپی

مبارک لائی ہوں جسکی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ اور اہل اسلام فتح پاتے تھے چونکہ آپ رضی اللہ عنہ اسے بھول آئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ پر مصیبت آگئی پھر بی بی ام عیم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ٹوپی دی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے پہن لی۔

فائدہ

روای نے قسم کھا کر فرمایا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن کر جیسے ہی کفار پر حملہ کیا تو ان کے پاؤں اُکھڑ گئے اور اہل اسلام کو فتح ملی۔(واقدی)

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر وشان تھی اور وہ جلیل القدر صحابی حضرت خالد رضی اللہ عنہ جن کی شان میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(سیف من سیوف اللہ) کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا بڑی بے تابی سے ٹوپی طلب فرما رہے ہیں اور صاف صاف فرمارہے ہیں کہ میرے سارے فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کیا ان کو مشرک وبدعتی کہا جاسکتا ہے۔(معاذاللہ)

فائدہ

اگر کوئی ضدی نہ ہو تو مسئلہ استعانت اور وسیلہ اسی ایک واقعہ سے حل ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خود اعتراف ہے کہ ہم ایسے نازک وقت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی برکت سے فتحیاب ہوئے اور بال مبارک کے علاوہ مددِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوئی جیسا کہ واقعہ میں تفصیل موجود ہے۔

موئے مبارک کے لئے جنگ

شفا للقاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ

وکانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیھا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیھا فقال لم افعلھا سبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتھا و تقع فی ایدی المشرکین

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند گیسوئے عنبرین تھے آپ کی ٹوپی گرگئی ہے اس پر آپ نے کفار سے شدت کی لڑائی کا حکم فرمایا گھمسان کی جنگ ہوئی آپ پر بعض صحابہ نے اعتراض اُٹھایا کہ ایک ٹوپی کی خاطر آپ نے قیمتی جانیں مروا

دیں آپ نے فرمایا کہ یہ میں نے ٹوپی کے لئے حرکت نہیں کی بلکہ ان گیسوئے پاک کی خاطر ایسا کیا ہے اس لئے کہ ٹوپی میں گیسوئے پاک تھے اگر ٹوپی نہ ملتی تو وہ بال کفار کے ہاتھ لگ جاتے اور ہم ان کی برکات سے محروم رہتے۔

شانہ ہے پنجۂ قدرت تیرے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

فائدہ

غور فرمائیے کہ گھمسان کی جنگ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہیں ہو رہی بلکہ حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین کے لئے ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اجتہاد میں حضور ﷺ کی ہر منسوب شے اعلائے کلمۃ اللہ کے حکم میں داخل ہے ورنہ کسی حدیث میں یہ نہیں لکھا گیا کہ میرے بالوں کے لئے کفار سے جنگ کرنا۔

یاد رہے کہ عشق رسول ﷺ کی نسبت اور قدر و منزلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں راسخ تھی اسی لئے وہ ایسے اُمور میں کسی دلیل کے محتاج نہ تھے اس کی کئی مثالیں قائم کی جا سکتی ہیں ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ اور نسبت رسول ﷺ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا سنت رسول ﷺ پر پابندی اور تصلب بلکہ تشدد مشہور ہے ان کے متعلق شفاء شریف وغیرہ میں ہے۔

رئیی ابن عمر رض و اضعایدہ علی مقعد النبی ﷺ المنبر ثم و ضعھا علی وجھه

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک منبر رسول ﷺ پر رکھ کر چہرے پر ملتے تھے۔

فائدہ

اس سے ان لوگوں کے لئے درس عبرت کافی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے معاملات میں ہر موقعہ حدیث و قرآن کی تصریح کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے لئے ہمارا یہی جواب کافی ہے کہ

عاشقاں را بدلیل چہ کار

بلکہ حقیقت یہی ہے کہ عشق رسول ﷺ میں آپ کی ہر نسبت کا اعزاز و اکرام روح اسلام ہے۔ اس موضوع کو پھیلایا جائے تو اس کے لئے دفاتر درکار ہیں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب

كان مالك رحمه الله تعالىٰ لا يركب دابّة بالمدينة و كان يقول استحيئى من الله ان اطأ تربة فيها رسول الله ﷺ بحافر دابة و يروى انه وهب الشافعي كراعًا كثيرة عنده فقال له الشافعي امسك منها دابة فاجابه بمثل هذا الجواب (الشفاء)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس زمین پر سواری دوڑاؤں جہاں رسول خدا ﷺ آرام فرما ہیں۔ مروی ہے کہ امام شافعی کے یہاں سواریاں بکثرت تھیں آپ نے امام مالک سے عرض کی ایک سواری آپ رکھ لیں انہیں بھی آپ نے یہی جواب دیا۔

فائدہ

غور فرمایئے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ اربعہ میں امت مسلمہ کے لئے ایک لازمی ستون ہے انہوں نے کسی حدیث اور قرآن کے تصریح کے بغیر عشق رسول ﷺ میں وہی کیا اور کہا جو ایک نیازمند اور وفادار اُمتی کو کرنا اور کہنا چاہیئے۔ اسی لئے

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مخالفین کے قلم سے

مولوی سید حسن بن عبیمہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند "ہب النسیم فی نفحات الصلوۃ والتسلیم" جس پر دیوبندی علماء کے اکابروں میں سے مولوی اعزاز علی اور مولوی محمد شفیع (کراچی والے) کی تقاریظ ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ ایسا عمدہ اور صحیح رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔ نیز اس کتاب کا نام ہب النسیم۔۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے رکھا ہے اس کے صفحہ ۳۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ ایک تاجر بلخ کا رہنے والا تھا اور بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے اور اس کے دو لڑکے تھے جب اس تاجر کا انتقال ہوگیا تو کُل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کیا گیا جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا لڑکا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہ کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں۔ بڑا لڑکا بولا اگر تم کو موئے مبارک سے ایسی محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصہ میں آیا ہے مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک تم لے لو۔ چھوٹا لڑکا اس تبادلے پر بخوشی راضی ہوگیا اور اپنا سب مال دے کر حضور ﷺ کے نورانی بال مبارک لے لئے اب اس کا یہ کام ہوگیا۔ روز حضور ﷺ کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور

کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع ہوگیا اور چھوٹے لڑکے کے مال میں برکت۔ موئے مبارک میں روز افزوں ترقی ہونا شروع ہوگئی۔ کچھ عرصے بعد چھوٹا لڑکا مر گیا۔ اس زمانے کے ایک بزرگ حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کسی کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مقصد کے لئے جا کر دعا کر لے تو اس کا مقصد پورا ہوگا۔ اس واقعے کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی اور لوگ وہاں جانے لگے یہاں تک کہ اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا　　　　سکۂ ابر وآفت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم فرماتے ھیں

سمعت رسول اللہ ﷺ وهو آخذو شعرة من شعری فا الجنة علیه حرام

(جامع صغیر ص ۴۵، کنز العمال ص ۲۷۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ آپ اپنا موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے تھے جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اس پر جنت حرام ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ بال ایک ایسی چیز ہے جس کو کاٹتے کترتے ہیں مگر اس کو ایذا نہیں ہوتی تو حضور ﷺ نے جو موئے مبارک اپنے دست مقدس میں لے کر اس کی ایذا کی تصریح فرمائی۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عالم کی ہر چیز زندہ، ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، ایت ۴۴)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور تسبیح کرنے والے کو جب تک اس امر کا ادراک نہ ہو کہ اس کا ایک خالق ہے اور جس قدر اس کے اوصاف ہیں اور کمالات ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک اور منزہ ہے اس کا تسبیح کرنا صادق نہیں آتا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۷۴)

اور کچھ وہ ہیں کہ اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، ایت ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

☆ اور ہم نے مسخر کردیئے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تو پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور پرندے۔

☆ ہم نے بارِ امانت آسمانوں کو پیش کی تو انہوں نے انکار کردیا۔

☆ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا اور اس کے لئے سلامتی والی ہوجا۔

☆ ہم نے ہوا سُلیمان علیہ السلام کے تابع کردی اور ان کے حکم سے چلتی۔

☆ اس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا اور بھی کچھ ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

(پارہ ۲۳، سورۃ یٰس، ایت ۶۵)

آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر کردیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الزلزلۃ، ایت ۴، ۵)

اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔ اس لئے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا۔

اس دن زمین اپنی خبریں بیان کریگی۔ اس لئے کہ تمہارے رب نے اس کو وحی کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ گردنواح جاتے۔

فما استقبله' جبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله ﷺ

(مشکوٰۃ ص ۵۴۰)

جو پہاڑ، پتھر اور درخت بھی سامنے آتا کہتا کہ سلام ہو تجھ پر اللہ کے رسول ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ستون کے سامنے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تو جب آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا اور اس پر تشریف فرما ہوئے تو ہم نے سُنا کہ وہ ستون دردناک لہجہ میں رونے لگا یہاں تک حضور ﷺ منبر سے اُترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تا کہ اس کو تسکین ہو۔

فائدہ

ان آیات واحادیث سے پتھروں اور پہاڑوں کا ہونا اور اللہ کے حکم سے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح میں شریک ہونا۔ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کا امانتِ الٰہی کے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ آگ کا حکم الٰہی قبول کرنا اور آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہونا، ہوا کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلنا، جہنم کا حکم الٰہی سُنتا جواب اور غصہ میں آجانا، قیامت میں ہاتھ پاؤں کا اللہ کے دربار میں گواہی دینا، زمین کا وحی الٰہی کو سمجھنا اور بندوں کے اعمال بیان کرنا، پتھروں کا بلند آواز سے حضور ﷺ کو سلام کرنا، ستون حنانہ کا رونا اور حضور ﷺ سے گفتگو کرنا اور کنکریوں کا باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنا وغیرہ۔ صدہا واقعات ودلائل اس پر شاہد ہیں کہ عالم کی ہر چیز ذی فہم اور ادراک رکھتی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے موئے مبارک کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ جو میرے بال کو ایذا دے ان کی یہ سزائیں ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین جو حقیقت شناس ہو گئے تھے۔ انہوں نے بغیر تاویل کے یقین کر لیا کہ بیشک موئے مبارک کو بعض امور سے اذیت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ حضور ﷺ کے مبارک بالوں کی بہت ہی تعظیم وتوقیر کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موئے مبارک کی نسبت کسی قسم کی گستاخی کی جائے تو اس سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کیا پتہ ہے یہ حضور ﷺ کا موئے مبارک ہے یا نہیں؟ ممکن ہے کسی جعل ساز نے دنیاوی مفاد کی خاطر یہ ڈھنگ بنا رکھا ہو تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو واقعی وہ بُرا کرتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ تعظیم کرنے والا برکت سے محروم نہ رہے گا کیونکہ جب وہ تعظیم کرے گا تو حضور ﷺ کے موئے مبارک سمجھ کر کرے گا۔ لہٰذا اس کے اعتقاد اور نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ضرور اس کو برکت عطا فرمائے گا جیسا کہ فرمایا گیا کہ

"انما الا عمال بالنیات" کہ "تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔

فوائد

☆ اس بے مثل محبوب ﷺ کے موئے مبارک بھی بے مثل ہیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے مقدس بالوں کو بھی بے مثل وبے نظیر مانتے تھے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں کو بہت ہی بابرکت اور قابل تعظیم سمجھا کرتے تھے۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین ان مقدس بالوں میں سے ایک بال اپنے پاس ہونا دنیا ومافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔

☆ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے بلکہ خود اپنے مقدس بالوں کو ان میں تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور بزرگان دین کے تبرکات اور بال وغیرہ بطور تبرک رکھنا اور ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی اُمید رکھنا جائز ہے شرک و بدعت نہیں ۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام کبھی ایسا نہ کرتے لیکن چونکہ مخالفین کو ہر ادا جو ادب اور عشقِ رسول ﷺ پر مبنی ہو شرک و بدعت نظر آتا ہے یہ ان کی بدقسمتی ہے اور ان پر اللہ کا غضب ہے ورنہ **الحمدللہ** رسول خدا ﷺ کی ہر منسوب شئے میں برکت ہی برکت اور رحمت ۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مدینے پاک کی گرد و غبار اور خاک پاک بھی شفاء ہی شفاء اور برکت ہی برکت ہے ۔

آج بھی مدینہ پاک کی خاک اقدس بیشمار بیماریوں کی شفاء اور تریاق ہے ۔ **(الحمدللہ علیٰ ذلك)**

وصلی اللّٰہ علی حبیبه الکریم الامین وعلی آله واصحابه اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ